محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ، ولا یرد القدر الا الدعاء، ولا یزید فی العمر الا البر۔

(ترمذی - ابواب القدر - باب لا یرد القدر الا الدعاء)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔
- تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز رد نہیں کر سکتی۔
- نیکی کے سوا عمر میں کوئی شی اضافہ نہیں کر سکتی۔

حدیث کے راوی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو شرف صحابیت حاصل ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ سند کے اعتبار سے یہ بالکل صحیح حدیث ہے۔ حدیث میں جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے تین چیزیں ذکر کی گئیں ہیں اور یہ تینوں چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

ایک ـــــ یہ کہ گناہوں کے مسلسل ارتکاب کی وجہ سے انسان رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ابتدا میں انسان کسی وقتی اور فوری جذبے کے تحت مرتکب معصیت ہوتا ہے۔ اس وقت وہ گناہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ لیکن آہستہ آہستہ گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کا ارتکاب اس کی زندگی کا جز بن جاتا ہے اور وہ گناہ کے مسلسل ارتکاب سے اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ پھر اسے اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک گناہ اس سے سرزد نہ ہو جائے۔ جس طرح نیکی کا عادی نیکی کے بغیر چین نہیں لے سکتا، اسی طرح برائی کا عادی برائی کے بغیر مطمئن نہیں رہ سکتا۔ شرابی

شراب کی طرف دوڑے گا، بھنگی اور چرسی بھنگ اور چرس کے لیے بے چین ہو جائے گا۔ سود خور سود خوری کو اپنا لازمۂ حیات ٹھہرائے گا، زانی اس فعل بد کے لیے بے قرار ہو گا، جھوٹ بولنے والا ہر وقت جھوٹ کی گاڑی چلاتا رہے گا، چغل خور چغل خوری میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھے گا، سازشی ذہن سازشوں کے نئے نئے طریقے سوچے گا۔

بہرحال ہر گناہ کا عادی ممکن حد تک اس کے ارتکاب میں آگے بڑھنے کے لیے کوشاں ہوگا اور پھر یہی چیز اس کی شب و روز کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بن جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو وقت وہ گھر کے کام کاج اور کاروبار میں خرچ کرتا ہے، وہ وقت گناہوں کے ارتکاب میں صرف کرے گا۔ اس کی توجہ کا مرکزی نقطہ معصیت کے مختلف شعبے قرار پائیں گے جس کی وجہ سے لازماً کاروبار پہ بُرا اثر پڑے گا۔ آمدنی میں کمی واقع ہوگی اور آہستہ آہستہ وہ رزق سے محروم ہوتا چلا جائے گا۔

دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعۃً تو اس کی آمدنی میں کمی نہیں پیدا ہوگی۔ لیکن بے انتہا برائیوں کے ارتکاب کے باعث اس کا رزقِ حلال بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا اور خیر و برکت سے محروم ہو جائے گا۔ خیر و برکت سے محرومی درحقیقت رزق سے محرومی کے مترادف ہے۔ دونوں صورتوں میں کوئی صورت بھی ہو، نتیجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے رزق اور اس کی خیر و برکت سے محرومی۔

دوسرے یہ کہ دعا ایک نہایت اہم اور بنیادی چیز ہے۔ دعا اگر خلوصِ قلب کے ساتھ کی جائے تو اللہ کے نزدیک لازماً درجۂ قبولیت کو پہنچتی ہے اور ایسی معصیت جس کا وقوع اس کے خیال میں درجۂ یقین کو پہنچ چکا ہے اللہ کی رحمتِ خاص سے ختم ہو جاتی ہے اور انسان کے لیے قدرتِ خداوندی سے سکون مل جاتا ہے۔

احادیث میں دعا کے بہت فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اگر اخلاصِ قلب، دلجمعی اور الحاء وزاری کے ساتھ کی جائے اور اپنی تمام حاجتیں اور ضرورتیں اللہ ہی کے حضور پیش کی جائیں تو حقیقت یہ ہے کہ حالات بدل جاتے ہیں اور معاملات کا رخ دوسری صورت اختیار کر لیتا ہے۔ بظاہر جو چیز ناممکن نظر آتی ہے وہ ممکن ہو جاتی ہے اور جس کے وقوع سے انسان خوف زدہ رہتا تھا، اس کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ انسان کو دعا

سے کبھی ہاتھ نہیں کھینچ لینا چاہیے۔ بلکہ اپنی تمام ضروریات کی تکمیل کے لیے اللہ ہی کے حضور گڑگڑانا چاہیے۔ وہ اس کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔ اس کا قرآن میں وعدہ ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ۔

(میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ لوگوں کو چاہیے کہ مجھ سے مانگیں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں)

دعا کو حدیث میں عبادت کا مغز اور اصل قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔

دعا عبادت کا مغز ہے۔

یعنی دعا کے بغیر عبادت نامکمل ہے اور مغز سے محروم رہتی ہے۔

تیسرے یہ کہ نیکی پر تواتر و استقلال اور دوام عمر میں اضافے کا موجب بنتا ہے۔ نیکی میں بے شمار برکتیں اور سعادتیں پنہاں ہیں۔ عمر تو وہی رہے گی جو اللہ نے دی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان زندگی کے لمحات کو بہتر ذرائع سے گزارے گا اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہے گا تو اُسے سکون و اطمینان نصیب ہوگا اور وہ گھبراہٹ، بے چینی اور اضطراب و بے قراری سے پاک اور طمانیتِ قلب اور سکونِ روح کی دولت سے معمور رہے گا۔